کیا مسیحی مشنریوں کو "رمضان" میں روزے رکھنے چاہییں؟

[جان سپیرز منیلا میں "کرسچن بردرن مشنری" تھے۔ بدقسمتی سے ۱۱ جون ۱۹۹۱ء کو "کوٹا باٹو" (منڈاناؤ) میں اُس وقت منشیات کے عادی ایک شخص کی گولی کا نشانہ بن گئے جب وہ اس علاقے کی زبان و ثقافت سے آگاہی کے لیے دورہ کر رہے تھے۔ فلپائن کے حکام کے مطابق اُن کا قتل کسی "مسیحی مخالف" یا "امریکہ مخالف" جذبے کا نتیجہ نہیں تھا۔ جان سپیرز نے اپنی وفات سے چند ماہ پہلے مندرجہ ذیل مضمون لکھا تھا جو "ایونجلیکل مشن کوارٹرلی" کی اشاعت بابت اکتوبر ۱۹۹۱ء میں شائع ہوا۔ مدیر]

برائے نام کیتھولک آبادی میں کامیاب مسیحی سرگرمیوں کے بعد مسلمان آبادی میں تبشیری کام کچھ آسان نہ تھا۔ جب ہمارا تبادلہ ایک غریب، شہری مسلمان آبادی میں ہوا تو رمضان کا مہینہ تھا۔ مہینہ بھر چودہ چودہ گھنٹے پورے دن میں کھانے پینے، سگریٹ نوشی اور جائز جنسی ضرورت پر سخت پابندی عائد تھی۔

غروبِ آفتاب کے بعد کھانے پینے کی اجازت کے باعث راتیں پُر رونق ہوتی تھیں مگر دن کے وقت وہی لوگ معمول سے زیادہ مذہبی ذہن کے مالک ہوتے اور ہماری آمد پر ہمیں شک اور تجسس کی نظروں سے دیکھتے تھے۔ ہمارا یہ وقت بہت اچھا گزرا۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ تبشیری کام کے لیے رمضان میں باہر جانا ہمارے لیے بہترین وقت ہے۔

اِس مزاحم برادری میں اثر و رسوخ حاصل کرنے میں کسی قابلِ ذکر کامیابی کے بغیر ایک سال بعد یہیں دوبارہ رمضان کا تجربہ حاصل ہوا۔ شاید کچھ مایوسی اور کسی قدر تردّد کے ساتھ ہم نے فیصلہ کیا کہ میں رمضان کے روزے رکھوں گا اور میری اہلیہ برینڈا میرے ساتھ تعاون کرے گی اور حوصلہ بڑھاتی رہے گی۔

روزہ داری سمجھوتہ ہے یا ماحول سے مطابقت کا عمل؟

جب میرے مشنری ساتھیوں اور بعض تعاون کرنے والوں نے میرے فیصلے کے بارے میں سُنا تو اُنھوں نے بہت سے سوالات کر ڈالے۔ انجیلی مبشرین بالعموم اُن مشنریوں کے اگر خلاف نہ تھے، تو

کم از کم اُن سے الگ تھلگ تھے جو رمضان کے روزے رکھتے تھے۔ مسلمانوں میں کام کرنے والی ایک، ٹیم کے رہنما نے مجھے بتایا کہ اُن کے بیس ساتھیوں میں سے صرف چار روزے رکھتے تھے۔ رمضان کے روزے رکھنا یا نہ رکھنا اہم دینیاتی نتائج کا حامل ہے۔ کیا رمضان کے روزے رکھنا اپنے دین سے کٹ کر سمجھوتہ کرنے کے مترادف ہے؟

دو باتوں نے مجھے روزے رکھنے پر آمادہ کیا۔ اولاً یہ احساس کہ یکساں طور پر مخلص مشنریوں میں باہم فرق ہے۔ ایونجلیکل تنظیموں میں بہت سے مشنری اِس زاویۂ نظر سے روزے رکھتے ہیں کہ یہ روّیہ ماحول سے مطابقت پر مبنی ہے۔ وہ اپنے ناقدین کے اعتراضات کو بائبل کے حوالے سے مسترد کرتے ہیں، بالخصوص "کرنتھیوں کے نام پہلے عام خط" میں پولس رسول کی یہ دلیل دیتے ہیں کہ "کمزوروں کے لیے کمزور بنا تاکہ کمزوروں کو کھینچ لاؤں۔ میں سب آدمیوں کے لیے سب کچھ بنا ہوا ہوں تاکہ کسی طرح سے بعض کو بچاؤں۔" (۲۲:۹)

کون روزے نہ رکھے گا اگر اُسے یہ معلوم ہو کہ اس طرح کرنے سے بعض لوگ مسیح پر ایمان لے آئیں گے۔ پولس رسول کی دلیل کی بنیاد پر میرے روزے رکھنے کا دوسرا سبب یہ ہے۔ "تاکہ کسی طرح سے بعض کو بچاؤں۔" اگر ہم کوشش نہیں کرتے تو کیسے جان سکتے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ اِس سطح پر اپنی شناخت کرنے سے بہتر نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔

فوائد

یہ بتاتے ہوئے تسکین ملتی ہے کہ ماحول سے مطابقت کے اصول کے تحت میری روزہ داری کے نتیجے میں بعض بچا لیے گئے۔ اِس سے قطع نظر مندرجہ ذیل فوائد (شاید جو حتمی ہیں اور نہ حیرت انگیز ہی) کے باعث میں روزہ داری جاری رکھنے کا قائل ہو گیا ہوں۔

۱۔ مسلم آبادی میں ہم کیوں موجود ہیں؟

مسلمان آبادی میں کرائے کی رہائش حاصل کرنے کے لیے کئی مکان دیکھنے کے بعد ایک جگہ ہم کوکا کولا پینے کے لیے ٹھہرے۔ جلد ہی ایک پُر تجسس ہجوم اکٹھا ہو گیا اور ناگزیر سوالات کیے جانے لگے۔ "آپ کون ہیں اور مسلمان آبادی کے درمیان کیوں رہائش اختیار کرنا چاہتے ہیں،؟" ہم نے غیر جارحانہ اگرچہ اخلاقی جواب دیا تو ہم ڈرے دبکے ہوئے تھے۔

دُنیا کے بہت سے حصوں میں "مشنری ہونا" ایک قابل قبول تعارف ہے۔ لوگ اس تعارف سے ایک لحاظ سے پوری طرح واقف ہیں کہ اُن کی جانب سے بائبل کی تبشیر میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی اور مشنری کو احترام ملتا ہے، تاہم مسلمانوں کے درمیان بہت سے مشنری اپنی موجودگی کے لیے مختلف

اصطلاحات اور ناموں سے کام لیتے ہیں۔ یہ لوگ زبان دان، استاد، طالب علم، زبان سیکھنے کا خواہش مند جیسے الفاظ سے اپنا تعارف کراتے ہیں مگر ان میں سے ہر ایک لفظ یا اصطلاح اکثر اُن کے تعارف میں ناکام رہتی ہے۔

کسی حوالے کے بغیر مسلمان لوگ مشنریوں کو اکثر اپنے گھسے پٹے تصور کے تحت اولاً امریکی اور ثانیاً مسیحی خیال کرتے ہیں۔ دونوں اصطلاحات اُن کے ہاں اہانت آمیز ہیں۔ وہ مشنریوں کو امریکی ذرائع ابلاغ کے کیمرے سے دیکھتے ہیں اور اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ ہم اُن کی اقدار کی مخالف اقدار پیش کرتے ہیں۔ اِس طرح مشنری یسوع مسیح کی شہادت کے لیے نقطہ آغاز سے بھی پیچھے چلے جاتے ہیں۔

رمضان اجنبی ملاقاتیوں کو بہت مختلف تعبیر و تعارف کا موقع دیتا ہے۔ کیوں کہ رمضان مسلم زہد و تقویٰ کا جوہر ہے، روزہ دار کی پہچان مخلص طالب خدا کی ہوتی ہے۔ بعض زبانوں میں اُن لوگوں کے لیے خاص الفاظ ہیں جو کسی لغزش کے بغیر تیس دن کے روزے پورے کرتے ہیں۔

رمضان کے روزے رکھنے کے براہ راست نتیجے میں مجھ پر یہ منکشف ہوا کہ مسلم برادری کے لوگوں نے مجھے بالکل مختلف نظروں سے دیکھا۔ اس بات کا سب سے زیادہ اظہار اُس وقت ہوتا تھا جب لوگ میرا تعارف دوسروں سے کراتے تھے۔ "یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار جان سپیرز ہیں۔ یہ سؤر کا گوشت نہیں کھاتے اور انہوں نے رمضان کے پورے روزے رکھے ہیں۔" اس تعارف کے بعد روایتی مباحثے کے بجائے باہمی احترام و محبت سے جنم لینے والی روحانی گفتگو ہوتی تھی۔

۲۔ دوستیوں کی داغ بیل

بعض مسلمان قوموں میں دکاندار کہتے ہیں کہ رمضان میں آمدنی پچاس فیصد بڑھ جاتی ہے۔ دن کی روزہ داری کی تلافی شام کی خورد و نوش کر دیتی ہے۔ راتوں کو خورد و نوش، میل ملاپ اور قرآن کی تلاوت ہوتی ہے۔ رمضان میں مسلم معاشرے کی اندرونی کشش بڑھ جاتی ہے۔ غریب اور امیر برابر کی سطح پر روزے اور افطار میں شریک ہوتے ہیں۔ اس لیے یہ امر تعجب انگیز نہیں کہ بہت سے مشنری اِس ماہ میں مسلمانوں سے تعلقات بڑھانے یا انہیں قائم رکھنے میں مشکلات محسوس کرتے ہیں۔ جب ان تیس دنوں میں مسلمانوں کی پوری توجہ پرہیزگاری اور برادری کے اندرونی تعلقات پر مرکوز ہوتی ہے، وہ باسانی اپنے مسیحی احباب کو فراموش کر دیتے ہیں۔ مشنری اِس صورتِ حال سے بالخصوص احساسِ محرومی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

رمضان کے روزے رکھنے سے ایک جداگانہ تناظر حاصل ہوتا ہے۔ رمضان کے پہلے ہفتے کے خاتمے پر ہم نے ایک حد تک اندھیرے میں چھلانگ لگائی۔ غروب آفتاب کے وقت ایک خاندان کو اپنے ساتھ افطاری کرنے کی دعوت دے ڈالی۔ کھانا اتنا عمدہ تھا کہ برینڈا کا معاون کردار، بنیادی حیثیت

اختیار کر گیا۔ اگلے تین ہفتوں میں ہم نے مزید پچاس افراد کی تواضع کی جن کی اکثریت پہلے ہمارے ساتھ کوئی تعارف نہ رکھتی تھی۔ ایک سو افراد کو کھانا بھجوایا۔ اُن کا ردِ عمل حیران کن تھا۔

حقیقتاً رمضان نئی دوستیوں کی داغ بیل ڈالنے یا پرانی دوستیوں کو بہتر روحانی سطح پر لانے کے لیے بہترین وقت ہے۔ دعوتِ افطار کی طرف فطری رجحان نئی دوستیوں کا باعث بنتا ہے، نیز پرہیز گاری اور تقویٰ کی فضا روحانی معاملات کے بارے میں گفتگو کے لیے دروازے کھولتی ہے۔

۳۔ ثقافت کی تعلیم

مسلمان برادری میں ہماری موجودگی کو، مسلمانوں کی جانب سے صحیح طور پر سمجھے جانے کے بغیر دوستی کا آغاز مشکل ہے اور دوستی کے بغیر زبان اور ثقافت کی تفہیم مشکل ہے۔ مسلمانوں کے ہمراہ روزے رکھنے سے ہم زبان و ثقافت کی تہہ تک پہنچ گئے۔ ہم نے گزشتہ آٹھ ماہ کی نسبت ان دنوں میں مسلم معاشرے کی ساخت اور مسلم ایمان کے بارے میں کہیں زیادہ سیکھا اور اُن کی ضرورتوں سے آگاہ ہوئے۔

۴۔ شناخت

آغاز کار سے ہم نے اپنے عمل کے ذریعے پیغام کی ترسیل پیش نظر رکھی۔ ہماری جائے قیام، گھر اور طرزِ زندگی (کار کے بغیر گھر سے نکلنے سمیت) سب کچھ عام لوگوں کے ساتھ اپنی شناخت کرانے کا حصہ تھا، مگر ہم اُس علاقے میں ابھی تک امیر ترین لوگ شمار ہوتے تھے۔ روزہ داری نے ہمیں مسلم معاشرے میں جذب ہونے کا حقیقی موقع دیا۔ میں نے اُن کی بھوک، پیاس اور افطار میں شرکت کی۔ میں نے اپنی شناخت اُن کی زندگی کے ساتھ کی۔ پہلی بار مجھے محسوس ہوا کہ میں مسلم معاشرے سے باہر نہیں بلکہ اِس کے اندر ہوں۔

۵۔ شفاعت (وسیلہ)

مسیحیوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ روزہ پوشیدہ رکھیں مگر رمضان پرہیز گاری کا عوامی سطح پر اظہار ہے۔ دونوں کے درمیان توازن تلاش کرنا آسان نہیں۔ روزے رکھنے سے پہلے میں نے فیصلہ کیا کہ رمضان محض شناخت کا طریقہ ہوگا اور مسلم معاملات کو سمجھنے کا تجربہ، تاہم برینڈا اور میں نے آپس میں طے کیا کہ پورا مہینہ دعا میں گزاریں گے۔ رمضان جوں جوں گزرتا گیا، دو چیزیں سامنے آئی گئیں۔ دعا کے لیے زیادہ سے زیادہ وقت، کمزوری اور خداوند کے ساتھ ربط نے ہمارا شفاعتی بوجھ بڑھا دیا۔ نئی دوستیوں اور مسلم ثقافت کے بارے میں ہمارے حاصل کردہ علم نے ہماری شفاعت کو مضبوط تر کر دیا۔

۶۔ دوستیاں قائم رکھنے کا ایقان

مضبوط دوستیوں کا قیام مسلم معاشرے میں سست رفتار عمل ہے۔ ہماری کارکردگی کے نتائج اتنے طویل عرصے تک ناقابلِ التفات ہوتے ہیں کہ ہمارے اپنے وطن میں ہمارے ساتھ تعاون کرنے والے نہیں جانتے کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ حوصلہ شکنی شروع ہو جاتی ہے۔ تاہم ایک سال سے زائد عرصے میں رمضان میں ہمیں حوصلہ افزائی حاصل ہوئی۔ نہ صرف پھلتی پھولتی دوستیوں بلکہ برادری کی طرف سے ہماری روحانیت کے احترام نے ہمارے نقطۂ نظر کو واضح کیا اور ہمیں تبشیری کام کے لیے نئے مواقع ملے۔ روزمرہ کے دُنیوی کاموں اور تخلیقی تجربات میں مسلمان دوستوں کے ساتھ روابط قائم کرنے کے لیے کوشاں رہنے کا ایقان حاصل ہوا۔

نتائج

روزے رکھ کر فوائد حاصل کرنا خطروں سے خالی نہیں۔ نہ صرف ساتھی مشنریوں بلکہ مسلمانوں میں بھی غلط فہمی پیدا ہوئی۔ بعض مسلمان سوچنے لگے کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ مجھے اس کے لیے طویل وضاحت کرنی پڑی، تاہم روزے رکھنے پر میں نے کسی مسلمان میں اپنے خلاف منفی ردِعمل نہیں دیکھا۔

گریگوری تقویم کے لحاظ سے رمضان ہر سال چودہ دن پہلے آ جاتا ہے۔ طبیعی نقطۂ نظر سے اگلے دس برس مسلم دُنیا میں روزے رکھنے کے لیے آسان ترین ہوں گے، کیوں کہ وقت کے ساتھ ساتھ رمضان موسمِ سرما میں آئے گا اور دن نسبتاً چھوٹے ہوں گے۔

میری تجویز ہے کہ تجرباتی نقطۂ نظر، جس کے ساتھ مسلمان دوستوں، مشنری رفقائے کار اور ہمارے ساتھ تعاون کرنے والوں کی حساس تعلیم شامل ہو، رمضان کے فائدہ مند تجربے کی راہ ہموار کر سکتا ہے۔ کیا اس قدر فوائد کے حامل رمضان کی روزہ داری کو ہم نظرانداز کر سکتے ہیں۔؟